تعوذ۔ کب اور کیوں؟

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ٥

اللہ تعالیٰ کے اسم ذات الرحمٰن سے ابتدا ہے جو منبع رحمت ہیں‘‘

قرءانِ مجید کی اول ترین آیت مبارکہ اور اِس کتاب کو پڑھنے کی ابتداء کرنے کے متعلق آقائے نامدار، رسولِ کریم ﷺ سے جبرئیل علیہ السلام کی استدعا بھی یہی تھی کہ اِس کو پڑھنے کا آغاز اللہ تعالیٰ کے اسم ذات الرحمٰن سے کیا جائے۔ اور قبل کے زمان ومکان میں موجود سلیمان علیہ السلام کا تحریر کردہ خط اِس بات پر شاہد ہے کہ اُس دور میں بھی تحریر کی ابتداء اِس اول آیت مبارکہ سے ہوتی تھی نہ کہ تعوذ پر مبنی انسان کے اپنے چنے اور ترتیب دیئے ہوئے الفاظ سے۔

قرآنِ مجید کمال کی کتاب ہے۔ جس کی نفاستوں اور لطافتوں کی منتہا نہیں اور ہر بات واضح اور متمیز۔ اُس کی تلاوت کے متعلق حکم دیا

فَإِذَا قَرَأۡتَ ٱلۡقُرۡءَانَ فَٱسۡتَعِذۡ بِٱللَّهِ مِنَ ٱلشَّيۡطَـٰنِ ٱلرَّجِيمِ ﴿٩٨﴾

اس لئے جب/بشرطِ تم ایمان والے نے قرآن (عظیم) کو پڑھ لیا ہے تو اُس کے بعد/بسبب تو اِس بات کو اپنی عادت بنا لے کہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ حفاظت کیلئے دھتکارے ہوئے شیطان کے اثر/حربوں/تخیلاتی باتوں سے‘‘۔ (النحل۔۹۸)

فَإِذَا حرف ’’ف‘‘ استئنافية۔ کلام میں تسلسل اور ایسے رابطے کو استوار کرتا ہے جس سے سبب اور نتیجے کا اظہار ہوتا ہے۔ إِذَا ظرف زمان اداة شرط غير جازمة۔ بسبب، اگر زمان کے کسی لمحے، وقت پر۔

قَرَأۡتَ جملة فی محل جر بالاضافة لوقوعها بعد الظرف ۔ فعل ماضى مبنى على السكون بسبب اتصال ضمير/ التاء ضمير متصل مبنى على الفتح فى محل رفع فاعل/ واحد مذکر مخاطب۔ ’’تم/مخاطب مومن مرد نے پڑھ لیا ہے/تلاوت کر لیا ہے‘‘۔

لۡقُرۡءَانَ مفعول به منصوب بالفتحة۔ ’’قرءان کو‘‘

فَٱسۡتَعِذۡ الجملة جواب شرط۔ حرف ’’ف‘‘، ایسے ربط کا اظہار کرتا ہے کہ بعد والی بات کا وقوع پذیر ہونا اُس وقت ہوتا ہے جب ماقبل والی بات اختتام پذیر ہو چکی ہے۔ یہ واقعات کی کڑیوں کو ترتیب سے تسلسل دیتا ہے۔ فعل امر مبنى على السكون۔ ضمیر فاعل مستتر فيه/ واحد مذکر مخاطب۔ مصدر اِسۡتِعَاذَةٌ/ باب اِسۡتَفۡعَلَ۔ اِس باب کے فعل میں اپنے آپ کو مکلف بنانے، خود کو سونپنے کے معنی اور مفہوم شامل ہوتا ہے، اُس کو عادت بنا لینا، اپنا وظیفہ بنا لینا۔ ’’بسبب تو پناہ مانگنے کو اپنی عادت بنا لے‘‘

بِٱللَّهِ جار و مجرور متعلق فعل۔ ’’اللہ تعالیٰ سے‘‘

مِنَ ٱلشَّيۡطَـٰنِ ٱلرَّجِيمِ جار و مجرور + مرکب توصیفی۔ متعلق فعل۔ ’’دھتکارے ہوئے شیطان کی جانب سے‘‘

اللہ تعالیٰ سے قرآنِ مجید کو پڑھ لینے کے بعد شیطان رجیم کے حربوں سے حفاظت کیلئے پناہ مانگنے کے اِس حکم کی وجہ اور حکمت؟

مَنْ عَمِلَ صَٰلِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُۥ حَيَوٰةً طَيِّبَةً

''بشرط جس کسی نے، چاہے وہ مرد ہو یا عورت، صالح عمل کیا، اِس حال میں کہ وہ مومن ہے، اُس مرد اور عورت کو ہم یقیناً اِس انداز میں زندگی بسر کرائیں گے جو حیات طیب رخوشگوار، لطف ولذت اور دلپسند لمحات سے بھرپور ہے'' (حوالہ النحل۔۹۷)

ایسی حیات پانے کیلئے ضروری ہے کہ زندگی کو طیب انداز میں بسر کیا جائے۔ اِس کیلئے رہنمائی کا ذریعہ قرآنِ مجید کو پڑھنا اور اُس پر عمل کرنا ہے جسے اللہ تعالیٰ اور آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ نے طیب زندگی کی جانب جانے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اور طیب زندگی والے ہی منزل، جنت میں پہنچ پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے طیب راہ کیسے دکھائی؟

وَهُدُوٓا۟ إِلَى ٱلطَّيِّبِ مِنَ ٱلْقَوْلِ وَهُدُوٓا۟ إِلَىٰ صِرَٰطِ ٱلْحَمِيدِ ﴿٢٤﴾ (الحج۔۲۴)

''کیونکہ انہیں القول (قرآنِ مجید) میں طیب زندگی کی جانب لے جایا گیا تھا یعنی صاحب تعریف (اللہ) کی راہ دکھائی گئی تھی''

قرآنِ مجید کو پڑھ اور اُس سے رہنمائی لینے کے بعد انسان نے دنیا کی مصروفیات میں مشغول ہونا ہوتا ہے جہاں اُس کا سب سے بڑا دشمن شیطان رجیم ہے۔ قرآنِ مجید کی تلاوت نے انسان کو طیب راہ دکھائی لیکن دنیا میں خبیث طرز عمل اختیار کرنے کی شیطان دعوت دیتا ہے۔

إِنَّمَا يَأْمُرُكُم بِٱلسُّوٓءِ وَٱلْفَحْشَآءِ وَأَن تَقُولُوا۟ عَلَى ٱللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝

''وہ تم لوگوں کو صرف ایک غیر متوازن طرز عمل اور روش اختیار کرنے اور جنسی بے راہروی کی ترغیب دیتا ہے۔ اور اِس جانب مائل کرتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے منسوب کرتے ہوئے لوگوں سے وہ بات کہو جس کے متعلق تم لوگوں کو خود علم نہیں ہے''۔ (البقرۃ۔۱۶۹)

اور یہ باتیں حرام اور خبائث ہیں، طیب زندگی کے متضاد۔ بیانِ حقیقت کو پڑھنے کے بعد انسان دوسرے انسانوں کی معیت میں مصروف زندگی ہوتا ہے جہاں شیطان صفت لوگ تخیل اور ظن سے اختراع کی ہوئی لاتعداد باتیں سناتے ہیں۔ اِس لئے حکم دیا کہ جب قرآنِ مجید کو پڑھ چکے ہوتے ہو تو پھر دنیا میں لوگوں کے ساتھ مصروف ہونے سے قبل اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کرو شیطان رجیم سے بچاؤ کیلئے۔ وجہ؟

إِنَّ ٱلشَّيْطَٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَٱتَّخِذُوهُ عَدُوًّا

''یہ حقیقت ہے کہ شیطان تمہارے لئے دشمن ہے۔ اِس لئے تم لوگ اسے دشمن ہی کے طور پر جانو۔

إِنَّمَا يَدْعُوا۟ حِزْبَهُۥ لِيَكُونُوا۟ مِنْ أَصْحَٰبِ ٱلسَّعِيرِ ۝

وہ اپنے گروہ کو صرف اِس لئے بلاتا ہے تاکہ بھڑکتی آگ میں رہنے والوں میں وہ ساتھی رفیق ہو جائیں'' (فاطر۔۶)

قرآنِ مجید کو پڑھتے وقت شیطان رجیم کا ذکر کرنے کی قطعی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اِس کی تلاوت میں دخل اندازی کرنا شیاطین کے بس میں ہے ہی نہیں۔ وجہ؟

إِنَّهُمْ عَنِ ٱلسَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ ﴿٢١٢﴾

''یہ حقیقت ہے کہ وہ/شیاطین اِس قرآنِ مجید کو سننے کے فعل/صلاحیت سے بھی یقیناً ہٹا/محروم کردیئے گئے ہیں'' (الشعراء-٢١٢)۔

اللہ تعالیٰ سے، قرآنِ مجید کو پڑھ لینے کے بعد مصروف زندگی ہونے سے قبل شیطان رجیم کو دشمن جانتے ہوئے، اُس سے بچاؤ کیلئے پناہ مانگنے کیلئے کہا گیا ہے تا کہ اپنے اردگرد پھیلے ہوئے خبائث کی کثرت، فحاشی کی ترغیب اور تخیل اور ظن سے اختراع کی ہوئی باتوں اور روایتوں سے مرغوب/مغلوب ہونے سے ہم بچ سکیں۔ قرآنِ مجید پڑھنے کے بعد ایسا کرنا ایک احتیاطی تدبیر ہے اور اُس کی وجہ؟

قَالَ رَبِّ بِمَآ أَغْوَيْتَنِى لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِى ٱلْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٣٩﴾

''ابلیس نے کہا'' میرے رب! اِس لئے کہ تو نے مجھے برباد کردیا ہے میں ضرور اُن کیلئے زمین میں مسحور کن جاذبیت بناؤں گا اور اُن سب کو گمراہ/بہکا کر برباد کردوں گا'' (الحجر-٣٩)

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾

''ابلیس نے کہا'' آپ کے اقتدار اور غلبہ کی قسم! میں اُن سب کو گمراہ/بہکا کر برباد کردوں گا۔ (سورۃ صٓ-٨٢)

إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ ٱلْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾

سوائے آپ کے بندوں میں اُن کے جو اِس حال میں ہیں کہ انہیں خصوصاً منتخب کیا گیا ہے [انبیاء علیہم السلام] اور وہ جنہوں نے اپنے آپ کو پیکر اخلاص میں ڈھال لیا ہے۔'' (من وعن ایک جیسے الفاظ سورۃ الحجر-٤٠ اور سورۃ صٓ-٨٣)

قَالَ هَٰذَا صِرَٰطٌ عَلَىَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿٤١﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' پیکر اخلاص بننا ہی یہ وہ ایک راستہ/طریقہ ہے جو تسلسل سے سیدھا میری جانب رواں دواں رکھتا ہے

إِنَّ عِبَادِى لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَٰنٌ إِلَّا مَنِ ٱتَّبَعَكَ مِنَ ٱلْغَاوِينَ ﴿٤٢﴾

یہ حقیقت ہے کہ میرے بندوں پر کوئی دلیل، اختیار، داؤ حربہ تیرے لئے موجود نہ ہوگا جو اُن پر چل سکے۔ سوائے اُن بہکنے والوں کے جنہوں نے تیری اتباع کی۔ (سورۃ الحجر-٤٢)

قرآنِ مجید کی تلاوت کی ابتدا کرنے پر نہیں بلکہ پڑھ لینے کے بعد فَٱسْتَعِذْ بِٱللَّهِ مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ ٱلرَّجِيمِ ٥ ایسا کرنا ایک احتیاطی تدبیر ہے کیونکہ

إِنَّهُۥ لَيْسَ لَهُۥ سُلْطَٰنٌ عَلَى ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٩٩﴾

''یقیناً شیطان کا اُن لوگوں پر کوئی اختیار/زور/غلبہ نہیں جو ایمان لائے اور اپنے رب پر وہ بھروسہ کرتے ہیں'' (النحل-٩٩)

اِس حکم فَٱسْتَعِذْ بِٱللَّهِ مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ ٱلرَّجِيمِ o کی تعمیل کیلئے عربی زبان ہی میں واحد متکلم جملہ اس طرح ترتیب دیا گیا ہے

اعوذ با لله من الشيطان الرجيم . لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ قرآنِ مجید کی آیت نہیں ہے بلکہ اُس کی ایک آیت میں دیئے گئے حکم کی تعمیل میں ہم یہ الفاظ ادا کرتے ہیں۔اور یہ بھی ذہن نشین کرلیں کہ یہ بات ہم نے قرآنِ مجید کی تلاوت کی ابتدا کرتے وقت نہیں کہنی بلکہ اسے پڑھ لینے کے بعد کہنی ہے۔مفسرین کی اکثریت نے قَرَأْتَ کو''ارادہ قراءت'' تصور کرتے ہوئے کہا کہ جب قرآنِ مجید کو پڑھنے کا ارادہ کیا جائے تو تعوذ پڑھا جائے۔لیکن جناب مالک کی نظر میں قَرَأْتَ کے حقیقی معنی مراد ہیں اور قراءت کے بعد تعوذ کرنا چاہئے۔قرآنِ مجید بیان حقیقت ہے اور حقیقت کو اُسی طرح دیکھنا چاہئے جیسے دکھائی گئی ہو اور اپنے تصورات (perception) سے اُس کی تلبیس نہیں کرنی چاہئے۔

قرآنِ مجید پڑھنے کا جب ہم ارادہ کرتے ہیں تو یہ بات شیطان اور شیطان صفت لوگوں کی خواہشات کے منافی ہے کیونکہ اُن کا طرزِ عمل تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریم ﷺ کے حوالے سے وہ باتیں کہی جائیں جن کا ہمیں علم نہیں یعنی بیانِ حقیقت قرآنِ مجید سے ماوراء باتیں۔قرآنِ مجید پڑھنے کا جب ہم نے ارادہ کرلیا تو اُس وقت شیطان اور اُس کے بھائی تو شکست کھا چکے ہوتے ہیں۔

إِنَّ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوْا۟ إِذَا مَسَّهُمْ طَٰٓئِفٌ مِّنَ ٱلشَّيْطَٰنِ تَذَكَّرُوا۟ فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ﴿٢٠١﴾

''یہ حقیقت ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے محتاط انداز اور روش رکھتے ہیں اُن کے پاس جب شیطان میں سے کوئی چکر لگاتا ہے تو یقیناً انہوں نے چونک کر اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اِس لئے کہ اُس وقت وہ چشمِ بصیرت سے دیکھ لینے والے ہیں۔

وَإِخْوَٰنُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِى ٱلْغَىِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ ﴿٢٠٢﴾ (الاعراف۔۲۰۱۔۲۰۲)

اگرچہ شیطانوں کے (انسانوں میں سے) بھائی انہیں کج روی میں کھینچتے ہیں اور بعد ازاں کوشش میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے''

اللہ تعالیٰ کی حدیث اور قولِ رسولِ کریم ﷺ یعنی قرآنِ مجید کی باتوں کو سننے کی بجائے اِدھر اُدھر کی تخیل اور ظن پر مبنی باتیں سننے سے انسان رُشد کی راہ سے ہٹ کر کج راہ پر گامزن ہوتا ہے۔ ہر لحہ محتاط رہنے والوں میں یہ صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ اِن باتوں پر چونک جاتے ہیں۔

ابلیس، شیطان اِس قابل نہیں اور نہ ہمیں اُسے اتنی اہمیت دینی چاہئے کہ قرآنِ مجید پڑھنے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے قبل ہم اللہ تعالیٰ سے شیطان رجیم کی خباثتوں سے پناہ کے طالب ہوں۔کائنات کی تخلیق کا سبب ہم ہیں، شیطان رجیم نہیں۔اللہ تعالیٰ کے تخلیق کے ارادے میں ہم مکرم تھے۔ہمیں مکرم تسلیم نہ کرنے کی بناء پر ہی شیطان کو رجیم قرار دیا گیا تھا۔ہمیں زیبا نہیں اور اجازت بھی نہیں کہ ترتیب بدلیں۔اللہ، الرحمٰن کے نام سے قرآنِ مجید کو پڑھنے کی ابتدا کرنی چاہئے جس نے ہمارے لئے مسخر کی ہوئی کائنات کو تخلیق کرنے سے قبل لامحدود قوت و غلبے پر رحمت کو واجب کرلیا تھا۔یہ اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریم ﷺ کی بات ماننا اور آقائے نامدار ﷺ کی اتباع ہے:

اَقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۝۱ (العلق۔۱)

[جبرئیل علیہ السلام نے پیغام اور کتاب پہنچاتے ہوئے کہا] ''آپ (ﷺ) اپنے رب کے مخصوص نام/اسم ذات سے ابتدا فرماتے ہوئے اِس کتاب کو پڑھیں، آپ کے رب جنہوں نے تخلیق کو انجام دیا ہے۔''

آقائے نامدار، نبی امی ﷺ کو جب منصب رسالت پر فائز فرمایا اور قرآنِ مجید عطا فرمایا گیا تو شیطان رجیم اُس وقت بھی دنیا میں موجود تھا۔ آقائے نامدار ﷺ کو قرآنِ عظیم اپنے رب کے اسم ذات سے پڑھنے کیلئے کہا گیا تھا۔ قرآنِ مجید کی قراءت سے قبل تعوذ کرنے کیلئے نہیں کہا گیا تھا۔